نمبر ۱۸ | مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈلہوزی سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی ؂

۶ اگست کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بصدارت جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے انگریزی میں ہوم لائف اور ہوسٹل لائف پر مناظرہ ہوا۔ مقررین سکول کے اساتذہ موجودہ اور قدیم طلبا میں سے تھے۔ ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے۔ اور مسٹر محمد حسین صاحب بی اے جج بنائے گئے تھے۔ فیصلہ ہوسٹل لائف کے حامیوں کے حق میں ہوا

۷۔ اگست کو جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے ہائی سکول کے ہال میں طلباء ہائی سکول کے لئے اخلاق فاضلہ پر لیکچر دیا ؂

۸ اگست کو بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں عبد اللہ جان صاحب مہاجر نے ذکر حبیب پر تقریر کی ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قبولیت دُعا کیلئے پاک تبدیلی کی ضرورت

(فرمودہ ۱۱۔ اگست ۱۹۰۲ء)

"اصل بات یہ ہے۔ کہ نری دُعائیں کچھ نہیں کر سکتی ہیں۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو اہل حاجت لوگوں کو کس قدر تکالیف ہوتی ہیں۔ مگر حاکم کے ذرا کہہ دینے اور توجہ کرنے سے وُہ دُور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کے امر سے سب کچھ ہوتا ہے۔ میں دُعا کی قبولیت کو اس وقت محسوس کرتا ہوں۔ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے امر اور اذن ہو کیونکہ اس نے اُدْعُوْنِیْ تو کہا ہے۔ مگر اَسْتَجِبْ لَکُمْ بھی ہے ؂ یہ ضروری بات ہے۔ کہ بندہ اپنی حالت میں ایک پاک تبدیلی کرے۔ اور اندر ہی اندر خدا تعالےٰ سے صلح کر لے۔ اور یہ معلوم کرے کہ وُہ دُنیا میں کس غرض کے لئے آیا ہے۔ اور کہاں تک اس غرض کو پُورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب تک انسان اللہ تعالےٰ کو سخت ناراض نہیں کرتا۔ اس وقت تک کسی تکلیف میں مبتلاء نہیں ہوتا۔ لیکن اگر انسان تبدیلی کرلے۔ تو خدا تعالےٰ پھر رجوع برحمت کرتا ہے۔ اس وقت طبیب کو بھی سوجھ جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ پر کوئی امر مشکل نہیں۔ بلکہ اس کی تو شان ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

یاڑی پورہ کشمیر میں جلسہ

۲۵۔ جولائی ۱۹۳۲ء کو یاڑی پورہ میں جلسہ ہوا جس میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے "احکام الٰہی کی اطاعت" کے موضوع پر دلچسپ پیرایہ میں ۱/۲ ۳ گھنٹہ مسلسل تقریر کی۔ اردگرد سے مسلمان کثرت سے جمع تھے۔ غیر مسلم اصحاب بھی شامل جلسہ ہوئے۔ سامعین نے سید صاحب موصوف کے لیکچر کو بڑی دلچسپی سے سُنا۔ خاکسار غلام محمد خان پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ۔ چک ایمرچ۔ یاڑی پورہ کشمیر

بمبو تحصیل شکر گڑھ میں مناظرہ

بمبو تحصیل شکر گڑھ میں ۳۱۔ جولائی کو جماعت احمدیہ اور اہلحدیث کے درمیان حیات و وفات مسیح ۔ صداقت مسیح موعود ۔ اور اجرائے نبوت پر مناظرہ ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے حافظ مبارک احمد صاحب مناظر تھے۔ اور اہل حدیث کی طرف سے حافظ احمد دین صاحب گکھڑوی۔ عبدالرحیم شاہ صاحب وغیرہ۔ احمدی مناظر نے نہایت متانت کے ساتھ دلائل پیش کئے۔ لیکن اہلحدیث مناظر نے بدگوئی اور بدزبانی سے کام لیا۔ پبلک نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ احمدی مبلغ نے اپنے دلائل نہایت سنجیدگی سے بیان کئے۔ پبلک پر مناظرہ کا اچھا اثر ہوا۔ حاضرین کی تعداد تین ہزار سے زائد تھی۔ خاکسار محمد حنیف احمدی ؛

بوڑے والہ میں جلسہ

۳۱۔ جولائی۔ ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شمولیت کے لئے مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل ۔ مہاشہ محمد عمر صاحب۔ گیانی واحد حسین صاحب کو دعوت دی گئی تھی۔ جو تشریف لے آئے ۔ غیر احمدی دوستوں کی طرف سے مولوی ذکر اللہ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب موجود تھے۔ اس جلسہ کے انعقاد کی غرض مسلمانوں میں اتحاد کا اظہار تھی۔ تمام مسلمانان بوڑے والہ کی یہ خواہش تھی۔ کہ یہ جلسہ اپنی شان میں ایسا ہو جس میں تمام اسلامی بھائی خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں شمولیت اختیار کریں۔ ۶ بجے شام جلسہ کی کارروائی زیر صدارت ملک بہادل شیر خان صاحب نمبردار گرد اور شروع ہوئی پہلی تقریر مہاشہ محمد عمر صاحب کی قرآن اور وید پر ہوئی جس میں مہاشہ صاحب نے یہ ثابت کیا۔ کہ صرف قرآن ہی قابل عمل ، اور الہامی کتاب ہے۔ پھر مولوی ذکر اللہ صاحب کا لیکچر فضائل اسلام پر ہوا بعد ازاں گیانی واحد حسین صاحب کی تقریر اسلام ۔ اور

بابا نانک صاحب پر ہوئی۔ جلسہ میں غیر مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے جنھوں نے اطمینان اور دلچسپی کے ساتھ تقریروں کو سُنا ؛

دوسرے دن یکم اگست کی صبح ۸ بجے مولوی عبداللہ صاحب غیر احمدی کی تقریر شروع ہوئی۔ لیکن مسلمانوں کی عدم پسندیدگی کی وجہ سے مولوی صاحب کو بٹھا دیا گیا۔ اور مولوی عبدالاحد صاحب سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکچر دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ پبلک نے تقریر کو بہت پسند کیا۔ اس کے بعد پھر گیانی صاحب نے تقریر کی۔ غیر مذاہب کے لوگوں کو چیلنج دیا گیا۔ کہ اگر بیان کردہ باتیں غلط ہوں۔ تو ان کی تردید کریں۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ پھر مہاشہ صاحب نے تقریر کی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ خاکسار (شیخ) فضل الرحمٰن احمدی۔ نائب مہتمم تبلیغ ضلع ملتان۔

جماعت احمدیہ لدھیانہ کی تبلیغی مساعی

انفرادی تبلیغ یہاں اور ضلع میں بفضلہ جاری ہے۔ اس ماہ میں موضع گھومت میں تبلیغ کی گئی۔ مخالفین کے لغو اعتراضوں کا ازالہ کیا گیا۔ موضع ہرڑال میں، چوہدری محمد خلیل صاحب نمبردار احمدی کو تبلیغ جاری رکھنے کی اطلاع دی گئی۔ ایک مخالف مولوی غلام نبی سکنہ جرڑاہاں کے اشتعال دلانے پر مخالفوں نے موضع جمعٹ میں احمدیوں کے گھروں میں اینٹیں پھینکیں۔ اور گالیاں دیں۔ اور اب مقدمہ تک نوبت پہونچ چکی ہے۔ خاکسار سید محمد عبدالرحیم جنرل سکرٹری لدھیانہ

قادیان بٹالہ ریلوے لائن

ریلوے حکام کا شکریہ اور سفر کرنیوالوں کو مشورہ

جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اطلاع دے دی ہے۔ کہ قادیان بٹالہ ریلوے لائن کو بند کرنے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ اس سے ان افواہوں کی پورے طور پر تغلیط ہو گئی ہے۔ جو اس لائن کے بند ہونے کے متعلق پھیلی ہوئی تھیں۔ اور جن کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں بہت تشویش پیدا ہو گئی تھی ؛

ہم ایجنٹ صاحب این۔ ڈبلیو۔ آر۔ اور دیگر ریلوے کے اعلےٰ حکام کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے قادیان بٹالہ ریلوے لائن کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے اس کے بند ہونے کی افواہ کی تردید کر دی۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ تحریک کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان اور بٹالہ کے درمیان سفر کرنے والے۔ اور مال و اسباب لانے اور لے جانے والے اصحاب موٹروں اور لاریوں پر ریل گاڑی کو ترجیح دیا کریں۔ اور اس طرح ریلوے والوں سے تعاون کیا جائے ؛

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ

حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں سری نگر سے موصول ہوا ہے :۔

اس امداد کا جو آپ کے قابل وکیل مولوی محمد احمد صاحب نے مقدمات میں دی۔ دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ سیف اللہ شاہ۔ از سری نگر۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

مظلومین کشمیر کے لئے چندہ کے متعلق

جہاں جہاں بھی کوئی احمدی ہے۔ خواہ جماعت کی صورت میں خواہ اکیلا۔ میں پھر اسے متوجہ کرتا ہوں۔ کہ اس عظیم الشان کام سے غفلت نہ کرے۔ یہ ثواب حاصل کرنے کا بہترین موقعہ ہے جو اس وقت غفلت کرتا ہے۔ وہ اپنی عمر کا بہترین موقعہ ضائع کرتا ہے۔ ان کے لئے چندہ جمع کرو۔ ان کے متعلق لوگوں کے اندر ہمدردی پیدا کرو ۔ ۔ یہاں تک کہ بچہ بچہ ان کی مظلومیت سے آگاہ ہو جائے .... تم گھر بیٹھے یہ خیال مت کرو۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ جب تک کوئی شخص ہر گھر اور ہر دکان پر نہیں جاتا اور گھر بیٹھے ہی خیال کر لیتا ہے۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ وہ نادان ہے۔ وہ خود اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے۔ اور خدا کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی جمیلہ

اس وقت تک سینکڑوں ملزمین جو نہایت سنگین الزامات قتل۔ ڈاکہ اور آتشزدگی وغیرہ میں گرفتار تھے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وکلاء صاحبان کی کوششوں کے نتیجہ میں بری ہو چکے ہیں۔ تازہ اطلاعات جو موصول ہوئی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) چوہدری عزیز احمد صاحب پلیڈر پونچھ میں نہایت محنت سے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ آپ نے گلو وغیرہ چھ اشخاص کے اپیل کی پیروی کی۔ جو وزیر صاحب کی عدالت میں تھی۔ جج نے پہلے ان کی اپیل مسترد کر دی تھی۔ اور سزا بحال رکھی تھی۔ مگر وزیر صاحب نے ملزمین کو بے گناہ سمجھ کر بری کر دیا (۲) مقدمہ سرکار بنام حسن شاہ وغیرہ جس میں ملزمین قتل و ڈاکہ کے جرم میں ماخوذ تھے۔ اس کی پیروی شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے نہایت محنت اور قابلیت سے کی بتمام ملزمان بری کر دیے گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

سکھوں اور ہندوؤں کی امن شکن روش

حکومت اشتعال انگیزی اور بدامنی کے انسداد کا انتظام کرے

سکھوں کا اعلان جنگ

سر سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ سردار بہادر رگبیر سنگھ۔ سر جوگندر سنگھ وزیر زراعت حکومت پنجاب۔ اور سر سوہن سنگھ ممبر اسمبلی نے گورنر پنجاب کی معرفت گورنمنٹ ہند کو گزشتہ دنوں جو میموریل بھیجا۔ اور جس میں انہوں نے ان الفاظ میں فرقہ وارانہ تصفیہ کے خلاف اپنے غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ کہ

"ہم نے مغلیہ سلطنت کی طاقت کا مقابلہ محض اس لئے کیا تھا۔ کہ ہم فرقہ وارانہ حکومت قائم نہیں رہنے دینا چاہتے تھے۔ اور اگر آج بھی ضرورت پڑی۔ تو ہم اپنی عزت۔ اپنے مال اور وطن کی حفاظت کے لئے کسی قربانی کو بہت زیادہ نہ سمجھیں گے"

اس سے قدرتی طور پر مسلمانوں میں ایک عظیم الشان ہیجان پیدا ہونا لازمی تھا۔ تاہم انہوں نے معقولیت کے ساتھ سکھوں کو مطلع کیا۔ کہ اشتعال انگیز دھمکیاں دینا فتنہ و فساد پیدا کرنے کا مرتکب ہونا ہے۔ اس روش کو چھوڑ کر سنجیدگی سے غور کیجئے کہ ہندوستان کے کسی اور صوبہ میں بھی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا گیا ہے۔ کہ پنجاب کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کر رہے۔ اور اسے امن شکنی کا موجب بنا رہے ہو۔

سکھوں کا "پرن"

لیکن سکھوں نے اس طرف رُخ کرنے کی بجائے اور زیادہ اشتعال انگیز روش اختیار کر لی۔ اور ہر جگہ جلسے منعقد کر کے "گرنتھ صاحب" کے سامنے اقرار کرنے لگے۔ کہ وُہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت کو ہرگز قائم نہ رہنے دیں گے۔ اس نوع کا ایک اجلاس ۲۴ جولائی کو لاہور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ پر منعقد ہوا۔ جہاں گرنتھ صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر یہ "پرن" کیا گیا۔ کہ سکھ پنجاب کے نئے دستور اساسی میں مسلمانوں کی اکثریت کی مخالفت کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔ اس کے متعلق ہر سکھ سے جو الفاظ کہلائے گئے۔ وُہ یہ تھے۔

"میں گورو گرنتھ صاحب کے سامنے پرن کرتا ہوں۔ کہ میں پنجاب میں کسی بھی فرقہ کو کسی بھی صورت میں دی ہوئی کمیونل اکثریت کو برداشت نہیں کروں گا۔ اور حلف لیتا ہوں۔ کہ ہر ممکن قربانی کے ذریعہ اس ظلم کے خلاف لڑونگا۔ ایشور تُو مجھے اس پرن کو پورا کرنے کا بل دے"

حلف کے الفاظ سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ سکھوں کی ساری جدوجہد کیمونل اکثریت یعنی فرقہ وارانہ اکثریت کے خلاف ہے۔ اور اسے وُہ "ظلم" قرار دے کر اس کے مقابلہ میں لڑنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ ورنہ اس میں ان کی اپنی کوئی غرض نہیں ہے۔ گویا ہر ایک سکھ انصاف کا دیوتا بن کر فرقہ وارانہ اکثریت کے ظلم کو کچلنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ اور تمام سکھوں کی کوشش یہ ہے۔ کہ اس ظلم کو دُور کر دیں۔ خواہ انہیں کچھ ملے یا نہ ملے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ پھر اس ظلم کے انسداد کے لئے صرف پنجاب کو کیوں منتخب کیا گیا ہے۔ کیا اور کسی صُوبہ میں کمیونل اکثریت نہیں ہوگی۔ اگر ہو گی۔ اور یقیناً ہو گی۔ تو ان صوبوں کو کیوں سکھ اپنے عدل و انصاف سے محروم کر رہے ہیں۔ اور کیوں ہر ایک صُوبہ کے متعلق یہی "پرن" نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سکھوں نے صرف پنجاب کو منتخب کر کے اور کمیونل اکثریت کے خلاف جنگ کرنے کا اعلان کر کے صاف ثابت کر دیا کہ ان کی غرض فرقہ وارانہ اکثریت کی مخالفت کرنا نہیں۔ بلکہ اس نام سے مُسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہونچانا ہے۔ سکھوں نے اپنی روائتی ہوشمندی سے کام لیتے ہُوئے مسلمانوں کے خلاف اپنی فتنہ انگیزیوں کے چہرہ پر جو نقاب ڈالنے کی کوشش کی۔ وُہ بالکل بے سُود ہے۔ ایک معمولی عقل و فکر کا انسان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ سکھوں کے مدنظر محض مُسلمان ہیں۔ اور ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کو نقصان پہونچایا جائے۔ جب سکھوں نے اس طرح کھلم کھلا مُسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ تو یقینی طور پر مسلمانوں میں بھی ہلچل پیدا ہونی چاہیئے تھی۔

سکھوں کی "جنگی کونسل"

اس کے بعد سکھوں نے ایک اور قدم بڑھایا۔ اور "جنگی کونسل" ترتیب دے دی گئی۔ اور ایک لاکھ والنٹیر اس مقصد کے لئے اکٹھے کئے جانے کی تجویز کی گئی۔ امرتسر میں ۲۳ افراد پر مشتمل ایک سنٹرل سکھ جنگی کونسل بنائی گئی۔

"سکھ حقوق ڈے" منانے کا اعلان

اسی سلسلہ میں سکھوں نے اپنی اشتعال انگیز حرکات۔ اور فتنہ پردازی کو وسعت دینے کے لئے ۳۱ جولائی "سکھ حقوق ڈے" منانے کا اعلان کیا۔ جسے ۱۲ اگست پر ملتوی کر دیا گیا ہے تاکہ تیاری کر کے زیادہ وسعت کے ساتھ منایا جائے۔

سکھ اخبارات کی فتنہ انگیزی

اسی طرح سکھوں کے اخبارات نے اُردو نیز پنجابی نظم و نثر میں نہایت ہی اشتعال انگیز مضامین شائع کئے۔ اور خواہ مخواہ مسلمانوں کی دل آزاری میں لگے ہُوئے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ ان اخبارات کے اقتباس بطور نمونہ ہی پیش کر کے ان کی فتنہ انگیزی کو وسعت دیں لیکن اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سکھ اخبارات نہ صرف متنازعہ فیہ امر کے متعلق معقولیت سے بالکل عاری تحریریں شائع کر رہے ہیں۔ بلکہ بلا وجہ مسلمانوں پر کمینے حملے بھی کر رہے ہیں۔ شاہانِ اسلام اور فاتحین اسلام کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ گویا شرارت اور فتنہ انگیزی میں حد سے بڑھے جا رہے ہیں۔

ہندو سکھوں کی حمایت میں

ایک طرف تو سکھوں کی یہ حالت ہے۔ اور دوسری طرف ہندو ان کی پشت پناہ بنے ہوئے نہ صرف ان کی نہایت ہی نامعقول روش کی تعریف کر رہے ہیں۔ بلکہ ہر قسم کی امداد بھی دے رہے ہیں۔ وُہ بار بار یہی راگ الاپ رہے ہیں۔ کہ سکھ اپنے مطالبات میں بالکل راستی پر ہیں۔ حکومت کو ان کے مطالبات منظور کر لینے چاہئیں۔ چنانچہ "ملاپ" نے لکھا ہے:۔

"گورنمنٹ کی طرف سے فرقہ وارانہ حقوق کا اعلان جلدی ہونے والا ہے۔ اس کی راہ نمائی کے لئے یہ الٹی میٹم بڑا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ضد سے کوئی کام نہیں بنے گا۔ گورنمنٹ کو کوئی قدم ایسا نہ اٹھانا چاہیئے۔ جس سے پنجاب کا امن خطرہ میں پڑے۔ پنجاب کے سکھ اس لحاظ سے اور بھی زیادہ حق بجانب ہیں۔ کہ وُہ پنجاب ہی میں آباد ہیں۔ اگر اس جگہ بھی ان کے مفاد کی حفاظت نہ ہوئی۔ تو پھر وہ

اور کس کے زور پر اپنی حفاظت کر سکیں گے؟

اس کے علاوہ ہندوؤں نے اپنی تقریروں میں لفظوں میں جلسوں میں۔ غرض ہر رنگ میں مسلمانوں کو کوسا اور سکھوں کی پیٹھ ٹھونکی۔ بلکہ گزشتہ دنوں جب لاہور میں ایک ہندوؤں اور سکھوں کا جلسہ اسی تقریب پر منعقد ہوا۔ تو ایک ہندو نے تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ سکھوں کو پنجاب میں پچاس فیصدی حقوق ملنے چاہئیں کیونکہ وہ نصف مالیہ ادا کرتے ہیں۔

حکومت کا فرض

غرض سکھوں اور ہندوؤں نے مل کر ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونا بالکل لازمی ہے۔ اور ان کی طرف سے جوابی طور پر اس وقت تک جو کچھ ظہور پذیر ہوا ہے۔ اس میں گو انہوں نے حزم و احتیاط کے پہلو کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ لیکن چونکہ سکھوں اور ہندوؤں کی فتنہ انگیزی میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور وہ کھلم کھلا پنجاب کے امن کو برباد کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس لئے حکومت کا فرض ہے۔ کہ ادھر متوجہ ہو۔ اور آنے والے خطرہ کا ابتداء میں ہی انسداد کر دے۔ سکھوں کو خوب اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ حکومت کے نظام کو درہم برہم کرنا ان کے لئے کس قدر آسان ہے۔ اور وہ حکومت سے ٹکرا کر کس قدر نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ تاہم ان کی شوریدہ سری امن پسند اور قانون کا احترام کرنے والے لوگوں کے لئے بھی شکایت پیدا کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ جس سے ہر خیر خواہ وطن بچنا ضروری سمجھتا ہے۔ پس قبل اس کے کہ وہ آگ جو اس وقت راکھ کے نیچے سلگ رہی ہے۔ بھڑک اٹھے۔ اسے پوری طرح دبا دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ اس فتنہ کی ابتداء سکھوں اور ہندوؤں نے کی ہے۔ اور وہی اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ انہیں امن پسندی کا ایسا سبق پڑھایا جائے جسے وہ تاعمر نہ بھول سکیں۔

جماعت احمدیہ کا نشانہ آریہ سماج

ابھی چند ہی دن ہوئے۔ آریہ اخبارات نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک اصلاحی خطبہ کو مدنظر رکھ کر جو حضور نے جماعت کے بعض نوجوانوں اور نوعمر لڑکوں کی اصلاح کے متعلق فرمایا تھا۔ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ ترقی کی بجائے تنزل کی طرف جا رہی ہے۔ اور آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹ رہی ہے۔ لیکن ابھی آریہ اخبارات میں سے اب "پرکاش" اپنے ۲۴ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"پنجاب میں جو جماعت اس وقت ترقی یافتہ کہی جاتی ہے۔ وہ احمدی جماعت ہے۔ یہ چھوٹی سی جماعت احمدیت کے چوطرفہ پرچار میں جس طرح تن دہی سے لگی ہے۔ اس کی مثال کم ملے گی۔ آریہ سماج اس کا خاص نشانہ ہے۔ جس احمدی پرچہ کو اٹھاؤ۔ اس کے صفحوں پر آریہ سماج کے خلاف زہر بکھرا پاؤ گے۔"

بے شک یہ تو صحیح ہے۔ کہ "جس احمدی پرچہ کو اٹھاؤ۔ اس کے صفحوں پر آریہ سماج کے خلاف زہر بکھرا پاؤ گے۔" لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ وہ زہر ان انسانوں کے لئے ہے۔ جو آریہ کہلاتے ہیں۔ بلکہ بالفاظ "پرکاش" آریہ سماج کے خلاف ہے کیونکہ "آریہ سماج" اپنے اصول اور اپنے احکام کے لحاظ سے اسی قابل ہے کہ جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو۔ اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اور چونکہ احمدیت کا مرکز پنجاب ہے۔ اور پنجاب میں مذہبی لحاظ سے سب سے زیادہ تباہ کن چیز آریہ سماج ہے۔ اس لئے یہ جماعت احمدیہ کا خاص نشانہ ہے۔ تاکہ اس کے جال میں پھنسے ہوئے لوگوں کو راہ راست دکھایا جائے۔

پس آریہ سماجی اخبارات کو جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے۔ کہ جماعت احمدیہ غلط عقائد اور غلط خیالات کو مٹانا چاہتی ہے۔ نہ کہ کسی خاص قوم کے خلاف اس کی جدوجہد ہے۔

آریہ اور نیوگ

نیوگ کا غیرت کش طریق عمل آریوں کے لئے اتنی بڑی مصیبت ہے۔ کہ نہ تو اس سے رہائی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا حکم ان کے مہرشی دیانند جی بڑے زور کے ساتھ دے گئے ہیں۔ اور نہ اس پر کھلم کھلا عمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ فطرت انسانی اس کے تصور سے بھی کانپ اٹھتی ہے۔ ان حالات میں وہ یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ خود تو نیوگ کے قریب بھی نہ جائیں۔ اور ادھر ادھر کے واقعات پیش کر کے اس کی ضرورت ثابت کر سکیں۔ چنانچہ اخبار "پرکاش" (۲۴ جولائی) نے لیڈی ڈف گارڈن کی تصنیف Description and In— Decennium کے حوالہ سے "نیوگ کا ایک واقعہ" نقل کیا ہے۔ اول تو اس واقعہ کی صحت ہی قابل تصدیق ہے لیکن اگر کہیں ایسا ہوا بھی ہو۔ تو اس سے آریوں کو کیا۔ جبکہ وہ خود نیوگ پر عمل نہیں کرتے۔ اس قسم کے واقعہ کو پیش کرنے کی بجائے انہیں چاہئے۔ کہ اپنے ہاں کے تازہ بتازہ واقعات کا اعلان کیا کریں۔ جب تک وہ خود ایسا نہیں کریں گے۔ یہی سمجھا جائے گا کہ وہ خود بھی نیوگ کو شرافت اور انسانیت کے لئے ناقابل برداشت ظلم قرار دیتے ہیں۔

کیا مسلمانان بنگال مخلوط انتخاب کے حامی ہیں

پچھلے دنوں بنگال کونسل میں ایک شخص کی طرف سے مشترک انتخاب کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ جو منظور ہو گئی۔ ہندو اخبارات اسے لے اڑے اور لگے شور مچانے۔ کہ بنگال کے مسلمان مخلوط انتخاب کے حق میں ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۵ اگست) نے لکھا:۔

"بنگال کے مسلمان اور خصوصاً مولوی عبدالصمد سارے ہندوستان کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے جداگانہ انتخاب اور فرقہ وارانہ انتخاب کے خلاف فیصلہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ سمجھدار مسلمان بھی ہرگز جداگانہ انتخاب کے حق میں نہیں ہیں۔"

حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ بنگال کونسل میں ہندو ممبروں کی اکثریت ہے۔ اور اس صورت میں اس قسم کی تجویز کا پاس کر لینا کوئی مشکل نہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگا لینا کہ بنگال کے مسلمانوں کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے۔ کہ وہ مشترکہ انتخاب کے حق میں ہیں۔ سخت بے ہودگی ہے۔

مسلمانان بنگال کا نقطۂ نظر اس برقیہ سے جو آنریبل خان بہادر سید عبدالحفیظ صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ کی طرف سے وائسرائے ہند کے نام دیا گیا معلوم ہو سکتا ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے:۔

"مخلوط انتخاب کے لئے بنگال کونسل کی قرارداد ہندو اکثریت اور چند مہاسبھائی مسلمانوں کی فریب کاری کا نتیجہ ہے مسلمان نہایت پرزور طریق پر اس شرارت آمیز قرارداد کے خلاف ہیں۔ مسلمان جداگانہ انتخاب۔ اور آئینی اکثریت کا مطالبہ کرتے ہیں کوئی دستور اساسی اس کے بغیر قابل قبول نہیں ہوگا۔ ہندوؤں کے کسی طریق کار سے بھی مسلمان متفق نہیں ہیں۔"

بنگال کے ایک ذمہ دار مسلمان لیڈر کا بیان اس امر کے لئے کافی سے زیادہ ثبوت ہے۔ کہ مسلمانان بنگال ہرگز ہرگز مخلوط انتخاب کے خواہاں نہیں ہیں۔

"قوم پرست" مسلمان ہوش میں آ رہے ہیں

سکھوں اور ہندوؤں کی موجودہ روش کو دیکھ کر "قوم پرست" مسلمانوں کو بھی ہوش آ رہی ہے۔ اور انہیں محسوس ہونے لگا ہے کہ غیر مسلموں کی اصل غرض مسلمانوں کو مٹانا۔ یا کم از کم اپنی غلامی میں رکھنا ہے۔ اس پر وہ بھی غیر مسلموں کی نااتفاقی کا رونا رونے لگے ہیں۔ چنانچہ ان کا سرگرم ترجمان "ہند جدید" کلکتہ ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"جب سے فرقہ پرست سکھوں نے سنا ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کو اکاون فیصدی نشستیں دی جانے والی ہیں۔ اس وقت سے انہوں نے چلانا شروع کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اکثریت دینے کے یہ معنی ہونگے۔ کہ "مسلم راج" قائم کر دیا جائے۔ اور سکھ "مسلم راج" کو کسی حال میں بھی منظور نہیں کریں گے۔ یہ ایک ایسی زبردستی ہے۔ جس کی نظیر مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔ اور تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس بیسویں صدی میں ہندو اور سکھ کیونکر بغیر کسی شرم و حیا کے اسے اپنے لئے جائز قرار دے رہے ہیں۔" پھر لکھتا ہے۔ "وہ کوئی احمق ہی ہوگا۔ جو یہ یقین کرے گا۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں کی مخالفت دیانتدارانہ ہے۔ ایک بچہ بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ مخالفت محض شرارت پر مبنی ہے۔" اگر موجودہ فتنہ انگیزی جمہور مسلمانوں سے علیحدہ رہ کر ہندوؤں سے قوم پرست کا خطاب حاصل کرنے والے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دے۔ تو یہی بہت بڑا فائدہ ہے۔

89

اسلام پر اعتراضات کے جواب

بنو قینقاع اور بنو نضیر کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک

مدینہ میں یہود کے قبائل

غزواتِ اسلامی پر مخالفین نے جہاں دیگر بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ وہاں ہمیشہ اُن کا ایک یہ اعتراض بھی رہا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آئے۔ تو اگرچہ ابتداء میں آپؐ نے یہود سے نیک سلوک کیا۔ مگر جونہی آپؐ کو طاقت حاصل ہو گئی۔ اور آپؐ کی جمعیت میں اضافہ ہو گیا۔ آپؐ نے یہود کے تینوں قبائل بنو قینقاع۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ پر انتہائی ظلم وستم شروع کر دیا۔ اُن کے مال واملاک پر قبضہ کر لیا۔ انہیں وطن سے بے وطن کر دیا۔ اور اُن میں سے بہت کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

اس اعتراض کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ذیل کی چند سطور سپردِ قلم کی جاتی ہیں:۔

آبادی کے چار بڑے حصے

اصل مدینہ منورہ کی آبادی دو بڑے حصوں میں منقسم تھی۔ ایک بُت پرست اور دوسرے یہود۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو مدینہ کی آبادی زیادہ شاخوں میں منقسم ہو گئی۔ چنانچہ اس آبادی میں اُن مسلمانوں کا اضافہ ہو گیا۔ جو مہاجرین تھے۔ اور جو عموماً قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ انصار تھے۔ جو اوس اور خزرج قبیلہ میں سے تھے۔ انہوں نے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد وحفاظت کا ذمہ اٹھایا ہوا تھا۔ دوسرے بت پرست۔ یہ اوس اور خزرج کے وہ چند لوگ تھے۔ جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد بھی عرصہ تک شرک وکفر پر قائم رہے۔ تیسرے منافقین جو بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ مگر در پردہ کفر پر قائم اور مسلمانوں کے خلاف خفیہ ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسی جماعت کھلے دشمنوں کی نسبت بہت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ ان کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ چوتھے وہ یہود تھے۔ جو تین قبائل میں منقسم تھے۔

معاہدہ کی ترتیب

یہودی لوگ نہ تو مذہبی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھے۔ اور نہ ہی سیاسی طور پر۔ بلکہ دونوں پہلوؤں سے آزاد تھے۔ اس لئے ابتدائی کاموں سے فارغ ہو کر سب سے پہلا سیاسی کام جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں آ کر کیا۔ وہ یہود کے ساتھ ایک معاہدہ تھا۔ کیونکہ ایک آزاد اور غیر محفوظ شہر میں جس کے چاروں طرف دشمن ہی دشمن بستے ہوں۔ ایسی حالت میں رہنا۔ کہ خود اُس شہر کے اندر ایسے لوگ ہوں۔ جو ہر طرح آزاد ہوں۔ اور جن سے کوئی سمجھوتہ۔ اور معاہدہ نہ ہوا ہو۔ سیاسی لحاظ سے خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں اور یہود کے تینوں قبائل بنو قینقاع۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے عمائد وارا کین کو جمع کر کے باہم ایک معاہدہ کیا۔

میثاق کا خلاصہ

اُس میثاق کا مفاد یہ تھا۔ کہ ہر قوم کو مذہبی آزادی پورے طور پر حاصل ہو گی۔ مسلمان اور یہود کے تینوں قبائل آپس میں صلح اور محبت کے تعلقات رکھیں گے۔ باغی اور سرکش کے متعلق ہر شخص کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اُسے روکے۔ اور منع کرے۔ خواہ وہ اس کا بیٹا یا اور کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ یہود کو ہرگز کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔ اور نہ ہی ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کی جائے گی۔ مدینہ پر کوئی دشمن حملہ آور ہو۔ تو سارے اکٹھے مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ اور اگر ایک فریق کو کوئی لڑائی پیش آ جائے۔ تو دوسرے کو اس کی مدد کرنا ہو گی۔ اسی طرح معاہدہ میں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ ہر فریق جنگ میں اپنے اخراجات خود برداشت کرے گا۔

یہود کی عہد شکنی

اس معاہدہ کے رُو سے فریقین اس امر کے ذمہ دار تھے۔ کہ نہ صرف مدینہ کے اندر امن وامان قائم رکھیں۔ بلکہ اگر کوئی بیرونی دشمن مدینے پر حملہ آور ہو۔ تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں۔

یہود ابتداء میں تو اس معاہدہ کے پابند رہے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ اُن کا کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہوا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا۔ کہ مسلمان مدینہ میں زیادہ اقتدار حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد بھی روز افزوں ہے۔ تو اب ان کے تیور بدلنے شروع ہوئے اور انہوں نے ہر قسم کی خفیہ اور رذیل چالوں سے مسلمانوں کو کمزور کرنے کی تجاویز شروع کر دیں۔ اور کوشش کی۔ کہ انصار کے دو قبیلوں اوس وخزرج کے درمیان جن کو اسلام نے ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ لڑائی کروا دیں۔ چنانچہ تاریخوں میں لکھا ہے۔ ایک موقع پر اوس وخزرج کے بہت سے آدمی اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ باہم محبت اور اتفاق سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ چند فتنہ پرداز یہود نے اس مجلس میں پہونچ کر جنگ بعاث کا تذکرہ شروع کر دیا یہ وہ خطرناک جنگ تھی۔ جو ان دونوں قبائل میں ہوئی۔ اور جس میں ہر دو قبائل کے سینکڑوں آدمی مارے گئے تھے۔ اس ذکر کے ساتھ ہی بعض جوشیلے انصار کے دلوں میں پرانی یاد تازہ ہو گئی۔ اور گزشتہ عداوت کا منظر آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لعن وطعن سے گزر کر نوبت یہاں تک پہونچ گئی۔ کہ اسی مجلس میں مسلمانوں میں تلواریں کھچ گئیں۔ مگر خیر گزری۔ اسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہو گئی۔ آپؐ تشریف لائے۔ اور سمجھا کر دونوں فریق کو ٹھنڈا کیا۔

جنگِ بدر کے بعد آتشِ عداوت کا بھڑک اٹھنا

اس کے بعد جنگِ بدر کا واقعہ ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو باوجود ان کی بے سروسامانی اور قلتِ تعداد کے نمایاں فتح دی۔ اس کی وجہ سے یہود مدینہ کی آتشِ غضب اور بھی بھڑک اٹھی۔ اور انہوں نے علانیہ مجالس میں کہنا شروع کر دیا۔ کہ قریش کے لشکر کو شکست دیکھ کر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اترا گیا ہے۔ مزا تب ہے۔ کہ ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ ہو پھر ہم بتا دیں گے۔ کہ کس طرح جنگ کیا کرتے ہیں۔

چنانچہ لکھا ہے:۔

جنگِ بدر کے بعد جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں واپس آئے۔ تو آپ نے مدینہ کے یہود کو جمع کیا۔ اور دین اسلام کی طرف دعوت دی۔ نیز اللہ تعالےٰ کی اس تائید اور نصرت کا بھی ذکر فرمایا۔ جو بدر کے موقعہ پر مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما چکے۔ تو یہود نے جواب دیا۔ یا محمدؐ لا یغرنک انک لقیت قوماً لا علم لھم بالحرب فاصبت منھم فرصۃ (تاریخ الکامل جلد ۲۔ صفحہ ۵۶۰)۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم یہ خیال کر کے مغرور مت ہو۔ کہ تم نے چند جاہل اور لڑائی کے فن سے ناواقف قریش کو قتل کر لیا۔ واللہ اگر ہمارے ساتھ تمہارا مقابلہ ہوا۔ تو تم جان لو گے۔ کہ لڑنے والے ایسے ہوا کرتے ہیں۔

جان کا خطرہ

اس کے بعد جلد ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو باہر نکلتے۔ تو خطرہ ہوتا۔ کہ یہود کی طرف سے کوئی حملہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہی ایام میں طلحہ بن براؑ ایک صحابی فوت ہونے لگے۔ تو انہوں نے وصیت کی۔ کہ اگر میں رات کو مروں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع نہ دینا۔ ایسا نہ ہو کہ میری وجہ سے آپ پر یہود کی طرف سے کوئی حادثہ گذر جائے۔

غرض یہود نے کھلم کھلا عہد شکنی شروع کر دی۔ اور چونکہ مدینہ کے یہود میں سے بنی قینقاع سب سے بہادر اور جری تھے۔ اس لئے سب سے پہلے انہی کی طرف سے عہد شکنی شروع ہوئی۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں:۔ فکانوا اول یھودٍ نقضوا ما بینھم وبینہٗ (تاریخ الکامل جلد ۲ صفحہ ۵۶) کہ یہود میں سب سے پہلے بنو قینقاع نے اس معاہدہ کو توڑا۔ جو مسلمانوں اور یہود کے درمیان تھا۔ مگر باوجود ان حالات کے پھر بھی مسلمانوں کی طرف سے کوئی پیش دستی نہ ہوئی۔ اور یہود کی طرف سے ہی جنگ کا باعث پیدا ہوا۔

کمینگی کا بدترین مظاہرہ

تاریخوں میں لکھا ہے۔ ایک شریف مسلمان خاتون ایک دفعہ بازار میں سودا خریدنے کے لئے گئی۔ اس وقت تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ ایک یہودی نے عین بازار میں اس کی بے حرمتی کی۔ اور ارد گرد کے یہودی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ مسلمان خاتون نے مارے شرم کے زور کی ایک چیخ ماری۔ اور مدد چاہی۔ خوش قسمتی سے ایک باغیرت مسلمان اس وقت بازار میں موجود تھا۔ اس نے موقع پر پہنچ کر غیرت کے جوش میں تلوار سونت کر اصل شرارت کے بانی کا سر اُڑا دیا۔ جس پر چاروں طرف سے اس غریب پر تلواریں برس پڑیں۔ اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جنگ کی تیاری

جب مسلمانوں کو اس دردناک واقعہ کا علم ہوا۔ تو ان کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو ٹھنڈا کیا۔ اور یہود کو جمع کر کے کہا۔ کہ تم خدا سے ڈرو۔ اور شرارتوں سے باز آ جاؤ۔ ورنہ جس خدا نے بدر کے موقعہ پر قریش کو ان کی شرارتوں کا مزا چکھا دیا۔ اسی طرح وہ تمہیں بھی چکھا سکتا ہے۔ مگر یہود نے کہا۔ کہ محمد تمہیں جنگ بدر نے بہت مغرور کر رکھا ہے۔ قریش فنون جنگ سے ناآشنا تھے۔ اگر ہم سے سامنا ہوا۔ تو تم جان لو گے۔ غرض جنگ کی تیاری ہو گئی۔ اور باتوں سے گذر کر عملی کارروائی کا وقت آ گیا۔ یہود سمجھ گئے۔ کہ کھلے میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے وہ فوراً قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن کے بعد آخر وہ تنگ آ گئے۔ اور انہوں نے اس شرط پر قلعہ کے دروازے کھول دئے۔ کہ جو فیصلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے متعلق فرمائیں گے۔ وہ ہمیں منظور ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دانشمندانہ فیصلہ

چنانچہ تمام لوگ باہر آ گئے۔ اور چونکہ ایسے گروہ کو مدینہ میں رکھنا مار آستین کے پالنے سے کچھ کم نہ تھا۔ اس لئے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ بنی قینقاع مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ اور اپنے بیوی بچے بھی ساتھ لیجائیں مگر اپنے اموال لیجانے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ تمام بنی قینقاع مدینہ سے نکل گئے۔ اور بالآخر شام میں جا کر آباد ہو گئے۔ یہ سزا ان کے جرم کے مقابلہ میں نہایت معمولی تھی۔ کیونکہ عرب جیسی خانہ بدوش قوم میں نقل مکانی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ خصوصاً جبکہ ساری کی ساری قوم کو اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ نہایت امن وامان کے ساتھ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ آباد ہونے کا موقع مل گیا۔ دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں زیادہ تر خود حفاظتی کا اصول مدنظر رہا۔ تاریخ میں یہ غزوہ غزوۂ بنی قینقاع کے نام سے مشہور ہے۔

بنو نضیر کی ناشائستہ حرکات

بنو قینقاع کے جلاوطن ہونے کے بعد مدینہ میں یہود کے دو قبیلے رہ گئے۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ مگر افسوس انہوں نے بھی اس واقعہ سے عبرت حاصل نہ کی۔ اور اندر ہی اندر فتنہ کے شرارے پیدا کرتے رہے۔ چنانچہ بنو نضیر نے یہ شرارت شروع کر دی۔ کہ وہ قریش کے ساتھ ساز باز رکھتے۔ اور انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے برانگیختہ کرتے رہتے۔ اور مدینہ میں مسلمانوں کے کمزور مواقع سے قریش مکہ کو اطلاع دیتے رہتے۔

قتل کی سازش

علاوہ ازیں انہوں نے ایک دفعہ یہ فیصلہ کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے کے ساتھ قتل کر دیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ آپ اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے آئیں۔ ادھر سے ہمارے تین علماء آئیں گے۔ اور باہم تبادلہ خیالات ہو گا۔ اگر ہمارے علماء مان گئے۔ تو ہم سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اندر ہی اندر انہوں نے یہ تیاری کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ تو آپکو قتل کر دیا جائے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر کی ایک عورت کی مخبری خبر رسانی سے ان کی شرارت کا پتہ چل گیا۔ اور آپ تشریف نہ لے گئے۔

ایک اور شرارت

انکی دوسری شرارت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ ابو براء عامری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند چیزیں بطور تحفہ پیش کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ایک مشرک کا تحفہ قبول نہیں کرتا۔ پھر حضور نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا۔ میں تو اسے پسند کرتا ہوں مگر میرے ساتھ چند مبلغ روانہ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری قوم اس دعوۃ کو قبول کر لیگی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اہل نجد کی طرف سے خدشہ ہے۔ مگر اس نے کہا۔ کہ میں ذمہ دار ہوں۔ آپ بیشک آدمی روانہ کر دیں۔ اس پر آپ نے ستر صحابہ روانہ فرما دئے۔ یہ تمام لوگ قرآن خوان اور تہجد گزار تھے۔ جب یہ صحابہ وہاں پہنچے۔ تو کفار نے مل کر ایک زبردست سازش کے ماتحت دو کے سوا سب کو شہید کر دیا۔ دو صحابہ اس لئے بچے رہے۔ کہ وہ کسی حاجت کے لئے قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جب وہ وہاں پہنچے۔ جہاں ان کے ساتھی شہید پڑے ہوئے تھے تو ایک نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دینی چاہیئے مگر دوسرے نے واپس جانا نامناسب سمجھا۔ اور وہ لڑا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا یہ ایک صحابی جب مدینہ واپس آ رہے تھے۔ تو ان کو راستہ میں اسی قبیلۂ عامر کے جنہوں نے ۶۹ صحابہ تہ تیغ کر دئے تھے دو آدمی ملے۔ یہ دو آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر کے واپس اپنے وطن جا رہے تھے۔ مگر اس صحابی کو اس جدید عہد و پیمان کا علم نہ تھا۔ انہوں نے موقعہ پا کر ان شہداء کے بدلہ میں ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور آنحضرت سے سب ماجرا کہہ دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے اس فعل پر اظہار ناراضگی فرمایا۔ اور مقتولین کے قبیلہ کو خون بہا بھجوا دیا۔ اور چونکہ معاہدہ کی رو سے مقتولین کے خون بہا کا بار بحصہ رسدی بنو نضیر پر بھی پڑتا تھا۔ اس لئے آپ چند اصحاب کے ساتھ ان کے پاس گئے۔ اور ان سے خون بہا کا حصہ مانگا۔ آپ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ لیکن بنو نضیر نے بجائے روپیہ کا انتظام کرنے کے یہ سازش کی کہ کوئی شخص دوسری طرف سے اس مکان پر چڑھ جائے۔ اور اوپر سے ایک بڑا پتھر آپ کے سر پر گرا کر آپ کو قتل کر دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ اس شرارت کا علم ہو گیا۔ اور آپ فوراً اٹھ کر چلے آئے۔

عساکر اسلامی کی فتحیابی

اس کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بنو نضیر کی شرارت سے اطلاع دی اور قبیلہ اوس کے ایک رئیس کو بلا کر فرمایا کہ بنو نضیر کو سمجھاؤ۔ مگر انہوں نے سخت تمرد سے کہلا بھیجا۔ کہ جو کرنا ہے کر لو۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جو رئیس منافقین تھا انہیں کہلا بھیجا کہ ہم بھی تمہارا ساتھ دینگے۔ جب آپکو اس جواب کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر! یہود تو لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیدیا۔ مگر بنو نضیر کی توقع کے خلاف بنو قریظہ نے اس موقعہ پر ان کا ساتھ نہیں دیا۔ اور منافقین مدینہ کو بھی اتنی ہمت نہ ہوئی۔ کہ وہ علانیہ مسلمانوں کے خلاف میدان میں نکل سکتے۔ لہذا بنو نضیر کو قلعوں میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ ان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مگر چونکہ ان کے قلعے نہایت مضبوط تھے۔ اس لئے باوجود لمبے محاصرہ کے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بنو نضیر کے کھجوروں کے باغات کے بعض درخت جو باہر میدانوں میں واقع تھے۔ کاٹ دئے جائیں۔ چنانچہ بعض درخت کاٹ کر گرا دئے گئے۔ آخر بنو نضیر نے اس شرط پر ہتھیار ڈالدئے۔ کہ وہ مدینہ سے چلے جائینگے۔ اور جتنا اسباب اپنے ساتھ لیجا سکتے ہیں۔ لیجائیں گے۔ چنانچہ بڑے جشن اور ساز و سامان کے ساتھ یہ لوگ مدینہ سے کوچ کر گئے۔ انکی جائدادیں اور سامان حرب بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ بنو نضیر جب مدینہ سے گئے تو پھر شام کی طرف نکل گئے۔ البتہ ان کے چند رؤساء نے خیبر میں جا ڈیرا لگایا جو بعد میں جنگ خیبر کا باعث ہوئے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بے عیب وجود

ان واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ نازک سے نازک موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ

مذاہب غیر

سادھ مت کے مختصر حالات

قارئین الفضل کسی قدر بعض ہندو پنتھوں کے حالات گذشتہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں صحبت امروزہ میں ہندو مت کے ایک اور پنتھ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔

سادھ مت کے پیرو

اس پنتھ کے ماننے والے زیادہ تر فرخ آباد اور دہلی کے نواح میں پائے جاتے ہیں۔ سادہ واڑہ نامی مقام میں جو فرخ آباد میں ہے۔ ان لوگوں کی کثرت ہے۔ اس پنتھ کے لوگ عموماً نیچ اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔

پنتھ کی ابتداء

اس پنتھ کی ابتدا بیربھان سے ہوئی۔ اس کے گرد کا نام اودے داس بتایا جاتا ہے اور بعض اس کے گرد کا نام جوگی داس بتاتے ہیں بیربھان دھول پور کی فوج میں سردار تھا کسی لڑائی میں سخت زخمی ہوگیا چنانچہ فوج نے مردہ سمجھ کر راستہ میں چھوڑ دیا۔ اتفاقاً کسی سادھو کا اس راستہ سے گذر ہوا جو اسے اٹھا کر ایک پہاڑ پر لے گیا اور اس کا علاج معالجہ اور مرہم پٹی وغیرہ کی۔ چنانچہ چند دنوں تک بیربھان صحت یاب ہوگیا اور سادھو نے اسے اپنے عقائد کی تبلیغ و تلقین کی۔ جو اصول اسے سکھلائے گئے ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کبیر کے شبد و ساکھی سے لئے گئے تھے جن کو مختلف چھوٹی چھوٹی کتابوں میں جمع کر کے یکجا کیا گیا اور جو سادھوؤں کے جلسوں میں گائے جاتے ہیں۔ اس مجموعہ کا نام "آدی اپدیش" رکھا گیا۔ بیربھان اپنے مذہب کو مالک کا حکم سمجھتا تھا۔

سادھ پنتھ کے عقائد

اس پنتھ کے مندرجہ ذیل بارہ احکام بتائے جاتے ہیں

(۱) ایک ایشور کی پرستش کرو جس نے ہم کو بنایا۔ اور جو ہم کو برباد کر سکتا ہے وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑا کوئی نہیں۔ اس کو سجدہ کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ تمام پیدا کردہ چیزوں کی پرستش کرنی فضول ہے ایشور صرف ایک ہے۔ وہ کل آفرینش کا مالک ہے جو کوئی جھوٹے کا دھیان کرتا ہے جھوٹ کا عامل ہے اور گناہ کرتا ہے اور جو گناہ کرتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔

(۲) دل کے غریب اور حلیم بنو۔ دنیا سے محبت مت کرو۔ اپنے مذہب پر کامل یقین رکھو جو اس مذہب کے معتقد و پیرو نہیں ہیں ان سے تعلق مت رکھو۔ کسی غیر کی روٹی مت کھاؤ۔

(۳) جھوٹ نہ بولو اور نہ کسی چیز کی مذمت کرو زبان کو ایشور کی تعریف و ستائش میں مشغول رکھو۔ دولت۔ زمین جانور کھیت کسی چیز کی چوری مت کرو۔ اپنے اور دوسرے کی جائداد کی تمیز رکھو اور اپنے مال پر قناعت کرو۔ کسی کی برائی کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ نامناسب چیز۔ عورت۔ راگ ناچ تماشے پر آنکھ نہ لگاؤ۔

(۴) بری بات مت سنو بلکہ اپنے خالق کی حمد کرو۔ بیہودہ تعزیر۔ غیبت۔ گانے (بھجن کے سوا) سے پرہیز کرو۔ لیکن راگ کی تفریح اپنے اندر تلاش کرو۔

(۵) کسی چیز کا لالچ مت کرو۔ ایشور سب کو چیزیں دینے والا ہے جیسا تمہارا وشواش ہے ویسے ہی تم کو ملیگا۔

(۶) جب کبھی پوچھا جائے کہ تم کون ہو۔ اپنے آپ کو سادھ بتاؤ۔ ذات پات کا سوال مت کرو۔ بحث مباحثہ میں مت پڑو۔ اپنے عقائد میں مضبوط بنو۔ آدمیوں میں وشواش مت رکھو۔

(۷) سفید لباس پہنو۔ مہندی۔ خضاب۔ تیل۔ پھلیل تلک۔ وغیرہ مت لگاؤ۔ اور نہ ہی تسبیح و مالا اور زیور پہنو۔

(۸) نشّی چیزیں مت کھاؤ۔ نہ پان کھاؤ۔ نہ عطر سونگھو۔ نہ تمباکو پیو۔ افیون بھی مت کھاؤ۔ ہاتھ مت اٹھاؤ۔ نہ آدمی اور بت کے سامنے سر جھکاؤ۔

(۹) کسی کو قتل مت کرو۔ ایذا مت دو۔ جھوٹی شہادت نہ دو۔ جور و ظلم سے کوئی چیز حاصل نہ کرو۔

(۱۰) مرد صرف ایک عورت رکھے۔ مرد عورت کا جوٹھا نہ کھائے۔ عورت مرد کا جوٹھا بموجب رواج کھا سکتی ہے عورت کو مرد کا نازبردار ہونا چاہیئے۔

(۱۱) فقیروں کے لباس کو نہ پہنو۔ نہ بھیک مانگو۔ نہ کسی کی خیرات لو۔ جادو سے خوف نہ کھاؤ۔ نہ اس سے کسی قسم کا واسطہ و تعلق رکھو۔ بھگتوں کی صحبت ہی تیرتھ ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ حقیقی بھگت کی پہچان ہو۔ پھر ان کی نمسکار کرو۔

(۱۲) سادھ کو چاہیئے کہ کسی جانور۔ وغیرہ کی آواز سننے سے ضعیف الاعتقاد نہ ہو جائے۔ جیسا کہ عام لوگ رواجاً فال لیتے ہیں۔ بلکہ ایشور کی مرضی کے تابع رہنا چاہیئے۔

سادھ پنتھ کے اصول قریباً قریباً کبیر و نانک کی طرح ہیں۔ مکتی یعنی نجات کے بارے میں ان کا اعتقاد اور وشواش ہندوؤں کے مطابق ہے۔

سادھوؤں کی عبادت گاہ

سادھوؤں کے مندر نہیں ہوتے۔ وہ کسی مکان یا کسی کھلی جگہ میں بیٹھ کر عبادت کر سکتے ہیں۔ ان کے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ جس میں مرد۔ عورت سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور سب کے سب اپنا اپنا کھانا گھر سے لاتے ہیں معمولی معاملات کی گفتگو میں ان کا دن کٹتا ہے اور رات بیربھان۔ یا کبیر یا نانک کے بھجن گانے میں صرف ہوتی ہے

ست نامیوں کے اصول

ایشور کو سادھ لوگ ست نام بھی کہتے ہیں اس لئے یہ ست نامی بھی کہلاتے ہیں مگر ست نامی دراصل ایک اور فرقہ ہے۔

اس پنتھ کے لوگوں کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ وہ مالک کے سچے نام کی پرستش کرتے ہیں۔ ایشور کو غیر فانی اور کل عالم کا پیدا کرنے والا مانتے ہیں۔ اور پنتھ کی کوئی خاص علامت ان کے چہروں پر نہیں ہوتی۔ البتہ وہ اپنی کلائی پر ایک ریشم کا دھاگہ باندھتے ہیں۔ اور کسی قسم کا تلک یا نشان اپنے پنتھ کا نہیں لگاتے۔ دنیاوی تعلقات سے قطع تعلق رکھنا۔ اس کے دکھ سکھ کا خیال نہ کرنا۔ گرو کی پوری اطاعت کرنا۔ سچ بولنا۔ مذہبی امور و فرائض مستعدی سے سرانجام دینا اور آخر میں ایشور میں فنا ہو جانا۔ ان کی خاص تعلیم ہے۔ اس پنتھ کا بانی ایک کشتری جگ جیون داس نامی ہوا ہے جو اودھ کا رہنے والا تھا اس کی سمادھ کسٹوا میں بنائی گئی ہے جو لکھنؤ اور اجودھیا کے درمیان ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے چند یہ بھی ہیں۔ گیان پرکاش۔ مہا بیر ویر تھم گرنتھ وغیرہ۔ یہ تمام کتب ہندی میں ہیں۔ پہلی کتاب پر سمت ۱۸۱۷ لکھا ہے۔ جس سے یہ بآسانی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ست نامی پنتھ بہت قدیمی پنتھ نہیں۔ سب سے آخری کتاب جو ان کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ شیو پاربتی کے درمیان مکالمہ ہے۔ ست نامی پنتھ کی تعلیم ویدانت تعلیم سے ملتی جلتی ہے۔

اس پنتھ کے ماننے والے اپنے آپ کو وحدت پرست اور موحد خیال کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا اپنا عمل اس کے خلاف شہادت پیش کرتا ہے۔ سادھ پنتھ اور ست نامی پنتھ کے یہ مختصر حالات ہیں۔ جن سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کہاں تک مذاہب عالم کی صف میں شمار کئے جانے کے قابل ہیں۔

خاکسار:۔ شیخ مبارک احمد مولوی فاضل جامعہ

فضیلتِ اسلام

قرآن مجید کی کتب سابقہ پر فضیلت

عظیم الشان خوبی

اللہ تعالےٰ نے اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر جن امور میں افضلیت عطا فرمائی ہے۔ ان میں سے ایک اہم امر قرآن مجید کا ہر قسم کی تحریف و الحاق سے مبرا ہونا ہے ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ قرآن مجید نہ صرف ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ بلکہ اس میں کسی قسم کی انسانی ملاوٹ ہو بھی نہیں سکتی۔ گویا قرآن مجید کو دوسری کتب سماویہ پر یہی فضیلت نہیں ہے۔ کہ باقی کتابوں میں انسانی ملاوٹ ہے اور اس میں نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر قرآن مجید کو دوسری کتب الہیہ کے مقابل میں یہ شرف حاصل ہے۔ کہ باقی کتابوں میں ملاوٹ ممکن ہے۔ اور قرآن مجید میں ایسی ملاوٹ کا امکان بھی نہیں۔

اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلا امر جو انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ چونکہ قرآن مجید کلام اللہ ہے۔ اس لئے قرآن میں عقل سے تبدیلی ناممکن ہے۔

ایک سوال کا جواب

ممکن ہے۔ اکثر لوگ کہہ اٹھیں۔ کہ جب تمام نبیوں پر اللہ تعالےٰ کا کلام نازل ہوا۔ تو ہم کیونکر مان لیں۔ کہ پہلی کتب کلام اللہ نہ تھیں۔ اور صرف قرآن مجید ہی کلام اللہ ہے۔ اور جب ساری کتابیں کلام اللہ ہیں۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ ان کتابوں میں تبدیلی ہو گئی۔ اور قرآن مجید میں نہ صرف یہ کہ تبدیلی ہوئی ہی نہیں۔ بلکہ ہو بھی نہیں سکتی۔

کلام اللہ صرف قرآن مجید ہے!

اس فرق کے سمجھنے کے لئے یہ امر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ پہلی جسقدر کتابیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انبیا پر نازل ہوئیں۔ وہ کلام اللہ نہیں تھیں۔ کلام اللہ صرف قرآن مجید ہے۔ صرف یہی نہیں۔ کہ موجودہ تورات و انجیل کلام اللہ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب تورات دی۔ اس وقت بھی وہ کلام اللہ نہیں تھی۔ اور انجیل جس زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس زمانہ میں بھی کلام اللہ نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید نے تین جگہ کلام اللہ کا لفظ استعمال فرمایا۔ اور تینوں جگہ کلام اللہ سے مراد قرآن لیا ہے۔ نہ کہ کوئی اور کتاب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتےٰ یسمع کلام اللہ (توبہ ع ۱) اگر کوئی مشرکین میں سے تیری پناہ میں آنا چاہے۔ تو تُو اسے آنے دے۔ اور اسے اپنے پاس رکھ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے۔ اسجگہ کلام اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔

دوسری جگہ فرماتا ہے۔ افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون (بقرہ ع ۹) کیا تمہیں امید ہے۔ کہ یہ مخالف ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے ایک فریق اللہ تعالےٰ کا کلام سنتا ہے۔ اور پھر جانتے بوجھتے ہوئے لوگوں کے سامنے اور کچھ بیان کرکے حق کو باطل کی شکل میں دکھانا چاہتے ہیں

تیسری جگہ سورہ فتح رکوع ۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلام اللہ

پس تمام جگہوں میں کلام اللہ سے مراد قرآن مجید لیا گیا ہے عقلاً بھی ہمارا کوئی حق نہیں۔ کہ ہم دوسری کتابوں کو کلام اللہ کہیں۔ ان کتابوں کو کتاب اللہ۔ ما انزل الیہ۔ اور وحی وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے قرآن مجید میں یہ تمام نام رکھے ہیں۔ مگر کلام اللہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کسی جگہ خدا نے انہیں کلام اللہ نہیں کہا۔

تورات و انجیل کی حیثیت

اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کو قرآن مجید میں کلمہ کہا ہے۔ الہامات کو کلمات کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کلم اللہ موسیٰ تکلیما خدا نے موسیٰ سے کلام کیا۔ مگر باوجود اس کے خدا نے ان کی کتاب کا نام کلام اللہ نہیں رکھا۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کلام اترا۔ وہ کلام اللہ نہیں تھا۔ یا حضرت عیسیٰ پر جو کلام اترا۔ وہ کلام اللہ نہیں تھا۔ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو کلام اترا۔ وہ کلام اللہ نہیں تھا۔ جو حضرت موسیٰ پر کلام اترا۔ وہ یقیناً کلام اللہ تھا۔ جو حضرت ابراہیم پر کلام اترا۔ وہ یقیناً کلام اللہ تھا۔ جو حضرت عیسیٰ پر کلام اترا۔ وہ یقیناً کلام اللہ تھا۔ مگر حضرت موسیٰ نے جو کتاب لوگوں کو دی۔ وہ کلام اللہ نہیں تھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو کتاب لوگوں کو دی۔ وہ کلام اللہ نہ تھی۔ چنانچہ قرآن مجید پر غور کرنے سے یہی حقیقت انسانی آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ تورات کو کتاب اللہ تو کہہ رہا ہے۔ مگر کلام اللہ نہیں۔ فرماتا ہے۔ ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب۔ کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون (بقرہ ع ۱۲) پس کتاب اللہ کا لفظ قرآن تورات اور انجیل سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مگر کلام اللہ کا لفظ صرف قرآن مجید کے لئے استعمال ہوگا جو قرآن کی افضلیت کا بین ثبوت ہے۔

کتاب اللہ اور کلام اللہ میں فرق

کتاب اللہ اور کلام اللہ کا فرق سمجھنے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کی وحی کئی قسم کی ہوتی ہے۔

اول وہ جو کانوں پر آواز کے رنگ میں گرتی اور زبان پر جاری ہوتی ہے۔ جیسے الحمد للہ رب العالمین اب اس فقرے کا ہر لفظ ہر زیر اور ہر زیر سب خدا کا بتایا ہوا ہے یہ نہیں۔ کہ مضمون دل میں ڈال دیا گیا ہو۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ترجمہ اپنے الفاظ میں کر دیا ہو۔ ایسے کلام تمام انبیاء پر نازل ہوئے ہیں۔

دوم رؤیا اور کشوف۔ یہ بھی وحی کہلاتے ہیں۔ مگر یہ وحی الفاظ میں نہیں ہوتی۔ بلکہ نظارے میں ہوتی ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے موقع پر قبل از وقت خواب میں ایک ٹوٹی ہوئی تلوار اور ذبح کی ہوئی گائے دیکھی جسکی تعبیر آپ نے مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان لیا تو یہ نظارہ جو دکھایا گیا۔ وحی تھا۔ مگر الفاظ میں نہیں۔ بلکہ نظارہ میں تیسری قسم وحی خفی ہے۔ یہ الفاظ میں نازل نہیں ہوتی بلکہ تفہیم میں نازل ہوتی ہے۔ ایک نبی کے دل میں خیال اٹھتا ہے۔ مگر ساتھ ہی زور سے ڈالا جاتا ہے۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے نفس کی طرف سے نہیں۔ جو کتاب ان تمام وحیوں کا مجموعہ ہے۔ اسے کتاب اللہ تو کہیں گے۔ مگر کلام اللہ نہیں

اس فرق کو مدنظر رکھ کر دیکھ لو۔ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں۔ جو بنی نوع انسان کی خدا کی طرف راہنمائی کرتی ہو۔ اور وہ کلام اللہ کہلا سکتی ہو۔ کیونکہ وہ شروع سے آخر تک ایک سی نہیں بلکہ بعض جگہ ان میں وحی الہٰی کے اصل الفاظ ہیں۔ بعض جگہ وحی کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور بعض جگہ رؤیا اور کشوف کا ذکر ہوگا۔ چنانچہ تورات میں کہیں تو یہ لکھا ہوگا۔ کہ میں نے رات کو یہ نظارہ دیکھا۔ اور کہیں کچھ اور ہوگا اگر اس قسم کے زوائد کو نکال دیں۔ تب بھی وہ کلام اللہ نہیں۔ کتاب اللہ ہی کہلائیگی

شریعت کا کمال

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ پھر قرآن کی یہ کیا فضیلت ہوئی۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہتے۔ تو وہ بھی الگ کلام اللہ جمع کر لیتے۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام چاہتے۔ تو وہ بھی علیحدہ وحی کر لیتے۔ مگر اس کے باوجود پھر بھی قرآن کلام اللہ کہلائیگا۔ وجہ یہ کہ اگر ان کے لئے ممکن ہوتا۔ تو وہ ایسا کیوں نہ کرتے۔

مراسلات

ایک غیر مبائع مبلغ کی غلط بیانی

خاکسار بمقام ساگر شیموگہ میسور سے تقریباً ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر رہتا ہے۔ میسور مسلم کانفرنس کے اشتہارات دیکھ کر مقامی غیر احمدی احباب نے جامع مسجد ساگر کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے جو بے انصافی اور اسلامی حقوق کی بربادی ہوئی اس کے ازالہ کے لئے کانفرنس میں رزولیوشن پیش کرنے کے لئے ساگر سے مجھے ممبر منتخب کیا۔ اور قومی حقوق کا معاملہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً مجھے جانا پڑا۔ اور جلسہ پر حاضر بھی ہوا۔ جناب۔ اے۔ جے خلیل صاحب کے خلاف کچھ ذاتی تنازعات کی وجہ سے چند شریروں نے کانفرنس کی مخالفت کرتے ہوئے یہ اعلان کیا۔ کہ جلسہ میں چند اراکین قادیانی ہیں۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اس جلسہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام مسلمان جلسہ میں شریک نہ ہوں بستی میں یہی پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ اور اشتہارات بھی لگائے گئے۔ سنا گیا۔ کہ ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ بھی اسی غرض سے کیا گیا ؛

دراصل بات یہ تھی۔ کہ خلیل صاحب موصوف کے ہمرکاب کچھ غیر مبائع تھے۔ انہی کی وساطت سے عبدالحق صاحب ودیارتھی وہاں پہنچے۔ خاکسار نے بھی اپنے ملاقاتیوں کو ودیارتھی صاحب کی تقریر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان کا احمدی ہونا۔ اور احمدی مبلغوں کا دنیا میں پھیلے ہوئے تبلیغ اسلام کا اہم فرض بجا لانا بیان کیا۔ لیکن پرسوں کا ذکر ہے۔ کہ خاکسار کی دوکان میں ایک شیموگہ کے دوست اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲ جولائی چھوڑ گئے۔ جس میں ودیارتھی صاحب کا ایک مضمون مسلم کانفرنس میسور کے متعلق پڑھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ ان سے اس طرح کی کذب بیانی کی امید نہ تھی اخبار مذکور میں ودیارتھی صاحب نے لوگوں کی مخالفت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔ "میری مراد مقامی قادیانی مبلغ کی فتنہ پردازی سے ہے" حالانکہ میسور میں کوئی مقامی قادیانی مبلغ چھوڑ وہاں کوئی مقامی احمدی بھی نہیں البتہ چند غیر مبائع ہیں۔ اور ان کی شرکت کی وجہ سے ہی عوام میں مخالفت عود کر آئی تھی۔ بنگلور چھاؤنی میں چند احمدی حضرات ہیں۔ اور میں ان تمام سے واقف ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی کانفرنس میں شرکت کے لئے میسور نہ آیا۔ مگر کیسی دیدہ دلیری ہے۔ کہ اخبار میں کذب بیانی کرکے خواہ مخواہ قادیانی جماعت کو بدنام کیا جاتا ہے۔ ریاست میسور کے واقف کار حضرات اس پر کس قدر...

پنڈت رام رتن کی الوداعی ٹی پارٹی کی حقیقت

شکر ہے۔ کہ دربار جموں و کشمیر نے جاگیر پونچھ کی رعایا کے مصائب کا احساس کرکے پنڈت رام رتن صاحب وزیر جاگیر کو تبدیل کر دیا۔ اس تبدیلی پر ہر چہار اطراف علاقہ پونچھ میں اظہار مسرت کیا جا رہا ہے۔ اور ہر ایک متنفس اس بلائے بے درماں سے چھٹکارا حاصل کرنے پر دربار کشمیر کا ممنون احسان بنا ہے۔ رتن صاحب کو جب تبدیلی کی اطلاع پہنچی۔ تو حواس باختہ ہو گئے۔ اور فوراً سرکار پونچھ کے پاس دوڑے گئے۔ دربار کو تار دلائی۔ اپنے زر خرید پٹھوؤں کو تحریک کی۔ کہ جس طرح بن پڑے۔ سید امیر حسین شاہ صاحب کی مخالفت اور میری حمایت میں دربار کو رجسٹریاں بھجواؤ۔ مگر سب بے سود آخر جب اور کچھ نہ ہو سکا۔ تو اپنی گرہ سے اپنے حمائیتوں کو روپے دیئے۔ اور خواہش کی۔ کہ پبلک پارٹی مجھے دیجیئے۔ اس پر چائے وغیرہ تیار ہوئی۔ منڈی ہال کے سامنے فرنیچر بچھایا گیا۔ سرکاری ملازموں کو پارٹی میں شرکت کے واسطے پبلک پونچھ کی طرف سے رام لعل آڑھتی کے دستخطی دعوت نامے جاری ہوئے عوام کو جب پتہ لگا۔ تو حیران ہو گئے۔ کہ یہ کیسی پبلک پارٹی ہے جسکا پبلک کو علم تک نہیں۔ سب نے تہیہ کر لیا۔ کہ جس وقت سب مہمان اکٹھے ہوں۔ تو سب شہر کے ہندو مسلمان مل کر جائیں اور کہدیں۔ کہ یہ پبلک پارٹی نہیں ہے۔ ہاں اگر رتن صاحب کے خیر خواہوں کی طرف سے ہے۔ تو اور بات ہے۔ جب کارکنان پارٹی کو اس بات کا علم ہوا۔ تو فوراً قلعہ معلے گول گھر میں پارٹی کا انتظام کرایا۔ پکی پکائی چائے اور سامان وہاں پہنچایا گیا۔ قلعہ کے دروازہ پر پولیس کا سپاہی کھڑا کر دیا گیا۔ تاکہ کوئی پبلک کا آدمی اندر داخل ہو کر اصلی راز کا انکشاف نہ کر سکے۔ فوراً بازار میں اشتہار چسپاں کر دیئے گئے۔ کہ یہ پبلک پارٹی نہیں ہے۔ اس اشتہار کی ایک کاپی وزیر صاحب کو بھی لفافہ میں بند کرکے بھیج دی گئی۔ اور اس طرح آخر پارٹی کی حقیقت کا انکشاف ہو ہی گیا۔ چائے نوشی کے بعد پونچھ کے سب سے بڑے بے سند عالم بے علم نے رتن صاحب کی بارگاہ عالی میں ایڈریس پیش کیا

ذاں بعد وہ مدحیہ قصیدہ بھی جو معقول معاوضہ دیکر عطا صاحب سے لکھوایا گیا تھا۔ پڑھا گیا۔ ان دونوں کاغذوں کو رتن صاحب نے فوراً قبضہ میں کر لیا۔ اگر ان کو خیال ہو کہ یہ چند کاغذی پرزے بطور سارٹیفکیٹ کسی اونچے

بنگہ کے ہائی سکول کے عربی مدرس کی فتنہ انگیزی

قصبہ ہذا کے مسلمانوں کی بدقسمتی سے ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول میں کچھ عرصہ سے مولوی محمد یوسف عربی ٹیچر آیا ہوا ہے جو بجائے اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے اپنی تنگ خیالی اور مذہبی تعصب کا نہایت ہی ناپاک مظاہرہ کر رہا ہے۔ اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت شر انگیز پراپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اور گرد و نواح کے دیہات میں احمدیت کیخلاف شر انگیز تقریریں کرکے فتنہ و فساد برپا کر رہا ہے جسکی وجہ سے موضع لنگیری اور موضع کریام وغیرہ میں خونریزیاں بھی ہو چکی ہیں اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ قصبہ بنگہ میں کیمپ خانہ کے متصل ایک مسجد واقع ہے۔ جو مسلمانوں کی مشترکہ ہے۔ اور اس میں شروع سے بلا امتیاز فرقہ داری ہر فرقہ کے افراد نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ اور کبھی کسی قسم کی شرارت نہیں ہوئی۔ مگر عربی ٹیچر نے چند غیر احمدیوں کو برانگیختہ کرکے ۲۲ جولائی ۱۹۳۲ء کو قبل از نماز جمعہ اس مسجد میں ایک پتھر جس پر یہ عبارت کندہ ہے۔ نصب کرا دیا ہے:۔

"مسجد اہل سنت الجماعت بنگہ دیگر فرقوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء"

ٹیچر مذکور کا یہ فعل نہایت ہی فتنہ انگیز ہے۔ اور اگر اسے کچھ عرصہ اور قصبہ ہذا میں شرارتیں کرنے کا موقعہ ملا۔ تو خدا جانے گرد و نواح کے دیہات اور قصبہ ہذا کے مسلمانوں پر کس قدر مصیبت نازل ہو۔ لہذا ذمہ دار افسران محکمہ تعلیم حلقہ جالندھر کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ اس فتنہ انگیز مدرس کو اس جگہ سے تبدیل کرکے ممنون فرمائیں ؛

خاکسار فضل الدین از بنگہ

اسلام آباد کے جھگڑے کا فیصلہ

۵ اگست ۱۹۳۲ء دو ہفتہ سے پنڈت صاحبان نے چند ایک معمولی وجوہات کی بناء پر اسلام آباد میں پانی اور مسجد کا جھگڑا کھڑا کر رکھا تھا کل سرینگر سے شیخ محمد عبداللہ صاحب خواجہ سعد الدین صاحب شال خواجہ غلام احمد صاحب ایم۔ اے اشائی تشریف لائے۔ پنڈتوں کے نمائندے بھی موجود تھے حکومت کی طرف سے ریونیو منسٹر۔ گورنر کشمیر اسسٹنٹ گورنر تھے۔ بہت سے رد و کد کے بعد فیصلہ ہوا۔ کہ مسجد دارا شکوہ کے کھنڈرات (جن پر پنڈت مندر تعمیر کرنا چاہتے تھے۔) محکمہ آثار قدیمہ کے سپرد کیئے جائیں ؛

مسودات قانون حج

حاجیوں کی تکالیف اور ان کے انسداد کی کوشش

برسوں سے جو تکالیف حاجیوں کو دوران حج میں پیش آتی تھیں ان کے انسداد کے لئے تمام مسلمانان ہند کی زبردست خواہش تھی۔ چنانچہ مسلسل جدوجہد کے بعد بالآخر سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صاحب نے ایک قرارداد اس مضمون کی لیجسلیٹو اسمبلی میں ۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء کو پیش کی کہ ایک ایسی کمیٹی مقرر کی جائے جو حاجیوں کی ان تمام مشکلات کی جانچ کرے جو ان کو کلکتہ۔ بمبئی اور کراچی سے جہاز پر سوار ہو کر جہاز جانے میں پیش آتی ہیں اور ان کے رفع کرانے کی مناسب تجاویز پیش کرے نیز حج کمیٹیوں کے اختیارات پر غور کرے۔

تحقیقاتی کمیٹی

اس قرارداد کے بموجب فارچ ۱۹۲۹ء میں گورنر جنرل ان کونسل نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی۔ جس میں علاوہ مسٹر کلیشن۔ سی۔ آئی۔ ای صدر کے تمام ممبران غیر سرکاری مسلمان تھے ان میں آٹھ میں تو بذریعہ انتخاب مقرر ہوئے اور ایک ممبر مسٹر حسن علی پی ابراہیم جو بمبئی حج کمیٹی کے ممبر تھے نامزد کئے گئے تھے۔ اس کمیٹی نے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دورہ کیا اور ۷۴ مسلم انجمنوں اور متعدد افراد کی تحریری شہادتیں لیں اور تمام فرقوں کے مسلمانوں سے زبانی گفتگو کر کے پوری پوری واقفیت حاصل کی جو ایک طویل طویل رپورٹ کی صورت میں مارچ ۱۹۳۰ء میں شائع کی گئی۔

حج اسٹینڈنگ کمیٹی

اس رپورٹ کے شائع ہونے پر گورنمنٹ ہند نے صوبجاتی حکومتوں۔ چیمبر آف کامرس۔ جہازوں کی کمپنیوں۔ حج کمیٹیوں اور دیگر سربرآوردہ انجمنوں اور اشخاص کی رائیں طلب کیں۔ ان آراء کے موصول ہونے پر حج اسٹینڈنگ کمیٹی نے (جس کے پانچ غیر سرکاری مسلمان ممبر تو اسمبلی نے اور دو غیر سرکاری مسلمان ممبر کونسل آف سٹیٹ نے منتخب کئے تھے) حج تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات پر کئی جلسوں میں خوب غور و خوض کیا

تین مسودات

جب اس کمیٹی کی سفارشیں گورنمنٹ ہند کے پاس پہونچیں تو گورنمنٹ نے ان کو قانونی نقطہ نظر سے دیکھ کر یہ معلوم کیا کہ ایک ایسے قانون کا ہونا لازمی ہے۔ جس سے یہ مقاصد حاصل ہو سکیں اور تین بل مرتب کئے اور گذشتہ دہلی کے اسمبلی کے اجلاس میں پیش کر دیئے اور اسمبلی نے ان کو سلیکٹ کمیٹی کے اس غرض سے سپرد کر دیا کہ لوگ ان پر نکتہ چینی اور رائے زنی کریں اور گورنمنٹ کو موقع ملے کہ ان مسودات میں جو نقائص رہ گئے ہوں ان کو اس طرح درست کر دے کہ حاجیوں کی تمام تکالیف کا خاتمہ ہو جائے۔ اور عام مسلمانوں کو کسی قسم کی شکایت باقی نہ رہے۔ پس اس خیال کو بالائے طاق رکھ کر کہ گورنمنٹ نے ان مسودات کو ہمارے مذہب میں مداخلت کرنے کی غرض سے مرتب کیا ہے ہم کو چاہیئے کہ مسودات میں جو دفعات قابل اعتراض ہوں ان کی ترمیم کا پرزور مطالبہ کریں اگر ہم نے یہ مطالبہ کیا کہ ان مسودات کو واپس لے لیا جائے۔ اور گورنمنٹ نے واپس لے لئے تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ جو وقت دماغ اور روپیہ حج اور حج اسٹینڈنگ کمیٹی تحقیقاتی پر خرچ ہوا۔ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور حاجیوں کی تکالیف جن کے دور کرنے کا ہر مسلمان متمنی ہے۔ بدستور قائم رہیں گی

پہلا مسودہ

پہلا مسودہ حاجیوں کو حجاز لیجانے والے جہازوں کے متعلق ہے جو حاجیوں کو تختہ جہاز پر آگ جلانے اور کھانا پکانے کی ممانعت کرتا ہے۔ ان کو ہوٹل سے کھانا کھانے کا پابند کرتا ہے واپسی ٹکٹ لینے کی یا واپسی ٹکٹ کی قیمت جمع کرنے کی تاکید کرتا ہے اور تختہ جہاز پر ہر حاجی کیلئے جگہ کا تعین کرتا ہے۔

جہاز پر کھانا پکانے کی ممانعت

جب ۱۹۳۰ء میں ایک فرانسیسی جہاز پر جس میں ۵۰۰ حاجی سوار تھے آگ لگی اور سو حاجیوں سے زیادہ جل کر خاک ہو گئے تو ہر ایک کی زبان سے یہی نکلتا تھا۔ کہ اگر جہازوں پر ہوٹل ہوتے اور آگ جلانے اور کھانا پکانے کی ممانعت ہوتی۔ تو یہ حادثہ ہرگز وقوع میں نہ آتا اور اتنے حاجیوں کی جانیں آگ کی نذر نہ ہوتیں۔ اور اب جو ہوٹل کھولنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جانے والا ہے اور گورنمنٹ ہند۔ کلکتہ بمبئی۔ اور کراچی کی حج کمیٹیوں اور حکومتہائے بمبئی و بنگال کے مشورہ سے ان اشیاء کی فہرست مرتب کر رہی ہے جن کا جہاز کے ہوٹلوں میں رکھنا اور مقررہ قیمت پر فروخت کرنا ضروری ہے تو اس پر شور مچایا جاتا اور کہا جاتا ہے۔ کہ جہاز کے ہوٹل حاجیوں کی رغبت کے مطابق کھانا بہم پہونچا ہی نہیں سکتے کون نہیں جانتا کہ ہندوستان بھر کے امیر مسلمانوں کی خوراک گوشت۔ روٹی۔ چاول اور غریبوں کی سوائے روٹی۔ چاول کے ہے حاجیوں کا فرض ہے کہ حج کو جاتے ہوئے زہد و قناعت و سادگی کی زندگی بسر کریں اور جتنا وقت ملے اس کو یاد الہی میں صرف کریں۔ گورنمنٹ کو بھی لازم ہے کہ دفعہ ۱۵ کو مسودہ سے نکال دے اور حاجیوں کو جرمانہ کا ڈر دے کر خوفزدہ نہ کرے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی اور بزرگان قوم حفظ صحت کے خیال سے بھی ہوٹلوں کے کھولنے میں مزاحم نہ ہونگے اور اصلاح کے اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔

واپسی ٹکٹ

حاجیوں کو واپسی ٹکٹ لینے یا واپسی ٹکٹ کی قیمت بطور امانت جمع کرنیکا قانون ۱۹۲۵ء میں اس غرض سے پاس ہوا کہ ان غریب لوگوں کو حجاز جانے سے روکا جائے جو جو ایک طرف کا کرایہ مل جانے پر ہی حج کرنیکو چل دیتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ کس طرح وطن کو واپس آئینگے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ حجاز میں خستہ و خوار بھیک مانگتے پھرتے ہیں یا بھوک کا شکار ہو جاتے ہیں اور انکی کوئی مدد نہیں کرتا۔ غریبوں پر حج فرض نہیں ہے۔ مصر۔ ایران۔ عراق اور دیگر مسلم ممالک میں ایسے غربا کو حجاز جانے سے روکدیا جاتا ہے ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۱ء میں گورنمنٹ ہند کو ایسے سات سو حاجیوں کو ہندوستان واپس لانے میں پچیس ہزار روپیہ سے زیادہ صرف کرنا پڑا جبکہ کوئی حاجی دوسرے راستہ سے جانا چاہتا ہو تو اس کو واپسی ٹکٹ کا روپیہ باسانی مل جاتا ہے اور جب کوئی حاجی حجاز میں مر جاتا ہے تو اس کے وارثوں کو امانت کا روپیہ ملنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تو پھر ہماری رائے میں اس دفعہ کے مسترد کرانے پر زور دینا فضول ہے

ہر حاجی کے لئے جگہ کا تعین

حاجیوں کے لئے جو درمیانی تختہ پر ۱۶ فٹ جگہ مقرر کی گئی ہے وہ بین الاقوامی سینیٹری کمیٹی کی مقرر کردہ ہے۔ اور اس سے کہیں زیادہ ہے جو عام جہازوں پر مسافروں یا فوجی سپاہیوں کو دی جاتی ہے مزید برآں ہر حاجی کو ۴ فٹ جگہ اوپر کے ڈیک پر بھی دیجاتی ہے اور زیادہ تر حاجی اوپر کی منزل پر ہی سوتے اور بیٹھتے ہیں اور درمیانی ڈیک پر اسباب کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ بڑے بڑے پلندوں کو بھی گودام میں نہیں رکھتے۔ اگر پورٹ پر ہی بھاری اسباب کو گودام میں رکھوا دیا جائے اور ٹکٹ دیتے وقت ہر حاجی کو جگہ ناپ کر دی جائے تو بڑی حد تک جگہ کی شکایت رفع ہو سکتی ہے۔ جب تک بین الاقوامی سینیٹری کمیٹی کا دوسرا اجلاس نہ ہو۔ گورنمنٹ اس کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ گورنمنٹ ہند نے جہازوں کی کمپنیوں کو لکھا ہے کہ اگر وہ بغیر کرایہ بڑھانیکے فی حاجی ۱۶ فٹ کی بجائے ۱۸ فٹ دینے کا انتظام کریں تو گورنمنٹ نہایت مشکور ہوگی

ہماری رائے میں مسلمانوں کو گورنمنٹ سے مل کر مسودات میں ایسی تبدیلیاں کرانی چاہئیں جن سے حاجیوں کو کسی قسم کی تکلیف کا احتمال نہ رہے۔ گورنمنٹ اور مجلس قانون ساز مسودات میں سے جملہ نقائص کو نکال دینے کیلئے ہر دم تیار ہیں۔ تجمل حسین

وصایا

۳۴۷۱ میں حلیمہ بیگم زوجہ ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف یوگنڈا افریقہ عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ مارچ ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا جائداد اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو اس رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

زیور طلائی مالیتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ مہر ایک ہزار روپیہ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

گواہ شد:۔ وزیر محمد بقلم خود محلہ دار الرحمت قادیان۔ العبد: حلیمہ بیگم۔ گواہ شد: فضل الدین خاوند موصیہ

۳۵۴۲ میں چراغ دین ولد اللہ دتا قوم کھٹی پیشہ مزدوری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن سنت پورہ بادیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۳۱ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں صرف مزدوری پر میرا گذارہ ہے جو کہ قریباً بیس پچیس ۲۰/۲۵ روپے تک ہو جاتی ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور اگر میری وفات کے بعد کوئی میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن کر دوں تو وہ رقم جائداد کے حساب سے منہا کر دی جائیگی باقی دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ چراغ دین ولد اللہ دتا قوم کھٹی سنت پورہ بادیاں۔ ۲۶/۹/۳۱ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ ابراہیم برادر زادہ سکنہ قادیان محلہ دار الرحمت بقلم خود۔

گواہ شد:۔ محمد صادق برادر زادہ سکنہ سنت پورہ بادیاں ضلع گوجرانوالہ بقلم خود

خریداران الفضل بیرون ہند

مفصلہ ذیل فہرست ان بیرون ہند خریداران الفضل کی ہے جن کا چندہ سالانہ یا تو ختم ہو چکا ہے یا قریب الختم ہے مہربانی فرما کر اپنے ذمہ کا بقایا اور پیشگی چھ ماہ یا سال کا چندہ بھیج دیں۔ پوسٹل آرڈر بھیجیں تو کراس مارک نہ ہو۔ یہاں کوئی بنک نہیں اس لئے کیش نہیں ہو سکتا۔ صرف ڈاکخانہ ہے۔ چٹھیاں بھی روانہ ہو چکی ہیں۔ جن اصحاب کا اخبار بند ہو جائے۔ وہ سمجھ لیں کہ قیمت نہ پہونچنے کی وجہ سے امانت میں ہے قیمت پہنچتے ہی پھر جاری کر دیا جائیگا۔ (مینیجر)

نمبر خریداری	نام
۲	جناب منظور واحد صاحب
۲۰	جناب عثمان یعقوب صاحب
۲۹	مسٹر قاسم منگیا صاحب
۳۹	مولوی نظام الدین صاحب
۴۹	مسٹر محمد عالم صاحب
۵۳	پیر ولایت شاہ صاحب
۷۲	اے جی کاڈک صاحب
۸۰	بابو اکبر علی خان صاحب
۸۹	مرزا یعقوب بیگ صاحب
۱۲۰	مسٹر دولت خان صاحب
۱۳۱	نور محمد صاحب
۱۳۷	محمد عمر حیات صاحب
۱۴۳	جناب مبارک علی صاحب
۱۴۷	ڈاکٹر احمد الدین صاحب
۱۷۳	ڈاکٹر ایم۔ ایس نواز صاحب
۱۸۶	ڈاکٹر احمد الدین صاحب
۱۹۷	جناب فضل کریم صاحب
۱۹۹	حکیم شیر محمد صاحب
۲۰۰	مسٹر محمد یوسف صاحب
۲۰۳	مسٹر اے ایس کھٹی صاحب
۲۱۳	غلام محمد صاحب گوہر
۲۱۵	جناب مولاداد صاحب
۲۱۶	اے ایس سوکیا صاحب
۲۱۹	خواجہ غلام حسین صاحب
۲۲۰	شیخ عبد الغنی صاحب
۲۲۹	شیخ حبیب اللہ صاحب
۲۳۱	مسٹر محمد عارف صاحب
۲۳۳	جناب نذیر احمد صاحب
۲۳۶	جناب غلام علی صاحب
۲۴۵	عبد العظیم صاحب

تلاش

ایک شخص خان محمد ولد غلام محمد قوم اعوان سکونت ... تحصیل تلہ گنگ ضلع اٹک عمر ۲۳ برس۔ پیشہ موٹر ڈرائیوری۔ رنگ سانولہ۔ قد متوسط اپنے گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔ والد اس سے صلح کرنے کو تیار ہے۔ اسے چاہیئے کہ فوراً ... [illegible]

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کے متعلق فری پریس کی ۷ اگست کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ یروداجیل میں آپ کا دایاں ہاتھ قطعاً ناکارہ ہو گیا ہے اور ڈاکٹر کی ہدایت کے ماتحت آپ نے اس کا استعمال بالکل ترک کر دیا ہے۔ نیز آپ کی ڈاک پر سنسر بٹھا دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ان کی تمام چٹھیاں ہوم ڈیپارٹمنٹ یا انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات دیکھ لیا کرے۔

شملہ سے ۷ اگست کی اطلاع ہے کہ یہ افواہ بڑے زور کے ساتھ یہاں پھیل رہی ہے کہ سر سیموئل ہور وزیر ہند اختلافات کی وجہ سے علیحدہ ہو جائینگے۔ اگر علیحدہ ہو گئے تو ان کی جگہ لارڈ اردن کو وزیر ہند بنا دیا جائیگا کیونکہ انہیں وزارت میں اسی لئے لیا گیا ہے کہ تا وہ ہندوستانی معاملات میں حکومت کی امداد کر سکیں۔

کراچی مارکیٹ میں ۶ اگست کو پہلی دفعہ روس کا بھیجا ہوا مال پہنچ گیا۔ کپڑے۔ ربڑ ٹائر ہوزری اور دیگر روسی ساخت کی اشیا آئی ہیں۔ ایک سرکردہ ہندوستانی فرم نے انکا سول ایجنسی لے لی ہے۔

ڈسکہ کے جھگڑے کے متعلق راجہ نریندر ناتھ اور سر سندر سنگھ مجیٹھیہ نے بحیثیت ثالث اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ گوردوارہ ان تمام سکھوں اور ہندوؤں کے لئے کھلا رہیگا۔ جو گرنتھ کی تعظیم کرنا یا بانی سننا چاہتے ہوں۔ جس ہال میں گرنتھ رہیگا اسے کسی اور غرض کے لئے استعمال نہیں کیا جائیگا۔ عمارت کے باقی حصہ میں بھی تمباکو اور شراب پینے کی ممانعت ہو گی۔ عمارت کا انتظام اور فنڈ کی فراہمی جو دوکانوں کے کرایہ سے ہو گی ایک انتظامی کمیٹی کی نگرانی میں ہو گی۔ جس کے پانچ ممبر ہونگے نیز دوکانوں کے موجودہ کرایہ داروں کو پانچ سال تک بے دخل نہ کیا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ موجودہ شرح کے مطابق باقاعدہ کرایہ ادا کرتے رہیں۔

الہ آباد سے ۱۰ اگست کی اطلاع ہے کہ انڈیا آفس میں شکایت پہنچی ہے کہ قیدی عام طور پر جرمانہ کی سزا سے بچنے کے لئے سزائے قید کو ترجیح دے لیتے ہیں۔ اس کی اطلاع گورنمنٹ ہند کو دیدی گئی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ قانون کو اس طریق سے سخت کیا جائیگا کہ سزائے قید کاٹ کر جرمانہ سے کوئی قیدی نہ بچنے پائے۔

ریاست کپور تھلہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس کی جائداد کا کچھ حصہ بارہ لاکھ روپیہ میں رہن رکھا جا رہا ہے تاکہ ریاست اپنے قرضہ سے سبکدوش ہو سکے۔

سر الفریڈ واٹسن ایڈیٹر سٹیٹسمین کے حملہ آور کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ کلکتہ ٹیکنیکل کالج کا طالب علم تھا۔ اور اس کا نام اتول کمار سین تھا۔

کلکتہ سے ۶ اگست کی اطلاع ہے کہ بنگال کے مشرقی علاقہ میں فصلوں کے تباہ ہو جانے کی وجہ سے خطرناک قحط پھیل گیا ہے۔ ڈیڑھ آنہ میں دن بھر کے لئے مزدور بآسانی مل جاتا ہے۔

مسٹر جارج ہیارڈی سابق جاپانی سفیر نے ۶ اگست کو مالی مشکلات کی وجہ سے کلکتہ میں خودکشی کر لی۔ لاش پولیس کو دریا کے کنارے سے ملی۔ اور جیب سے خط نکلا جس میں یہ وجہ بیان کی گئی تھی۔

چٹاگانگ سازش کے ایک ملزم سوراجیہ سین کے متعلق لکھنؤ سے ۱۰ اگست کی اطلاع ہے کہ یو۔ پی کی سی آئی ڈی نے اس کی گرفتاری کے لئے پہلے پانچ ہزار روپیہ انعام مقرر کیا تھا۔ لیکن اب دس ہزار کر دیا ہے۔

لکھنؤ یونیورسٹی کی ایگزیکٹو کونسل نے پنڈت جگت رام کا استعفیٰ منظور کرتے ہوئے ڈاکٹر آر پی پرانجپے کو یونیورسٹی کا وائس چانسلر منتخب کیا ہے۔ آپ بیس سال تک فرگوسن کالج کے پروفیسر۔ گورنمنٹ بمبئی کے وزیر نیز انڈیا کونسل کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔

معاصر ٹریبیون رقمطراز ہے کہ بعض سرکردہ سکھ دو لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک لمیٹڈ کمپنی قائم کرنیوالے ہیں جس کا مقصد یہ ہو گا کہ انگریزی۔ اردو اور گورمکھی میں لاہور یا دہلی سے تین اخبارات جاری کئے جائیں۔ ان اخبارات کی پالیسی یہ ہو گی کہ سکھوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ انگریزی روزنامہ کا پہلا پرچہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جائیگا۔

انگلستان کے وزیر زراعت کی طرف سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے رو سے گذشتہ سال انگلستان اور ویلز میں مزروعہ رقبہ سال ماسبق کی نسبت ۴۴ ہزار ایکڑ کم تھا۔ گندم کی کاشت میں قدرے اضافہ ہوا اور دوسری اس قسم کی اجناس کی کاشت کم ہوئی۔ مستقل طور پر زراعت کا کام کرنے والے مردوں کی مجموعی تعداد ۵ لاکھ ۵۴ ہزار ہے۔

جبل پور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سیٹھ گووند داس نے اپنے والد کے ساتھ سیاسی اختلافات کی وجوہ کی بناء پر ایک کروڑ روپیہ کی جائداد کلیتہً ترک کر دی ہے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۷ اگست کو دہلی میں سر محمد اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مسلمانان الور کے مصائب کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ ایک وفد وائسرائے سے ملاقات کر کے تمام معاملہ ہز ایکسیلنسی کے سامنے واضح کرے اور درخواست کرے کہ مسلمانان الور کی شکایات کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کریں۔ نیز وزیر ہند وائسرائے اور ریاستہائے راجپوتانہ کے گورنر جنرل کے ایجنٹ کو صورت حالات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تار ارسال کئے جائیں اسی طرح ترک وطن کرنے والوں کی مالی امداد کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ احراری قیدیوں کی رہائی۔ تمام پنجاب میں تلوار کو قانون اسلحہ سے مستثنیٰ قرار دینے۔ اور شملہ میں سکھوں سے مفاہمت کی گفتگو کرنے والے مسلمانوں کو التوا کا مشورہ دینے کے ریزولیوشنز بھی پاس کئے گئے۔ ایگزیکٹو بورڈ کا آئندہ اجلاس حکومت کی طرف سے فرقہ وارانہ تصفیہ کے اعلان کے بعد دہلی میں منعقد ہو گا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈھاکہ نے ریوالوروں اور پستولوں کی متعدد چوریوں کے سلسلہ میں خاص اختیارات کے ماتحت ۸ اگست کو اعلان کیا ہے کہ ریوالوروں اور پستولوں کے مالک جو عارضی یا مستقل طور پر ڈھاکہ میونسپلٹی کی حدود کے اندر رہتے ہیں۔ججوں۔ مجسٹریٹوں اور فوج و پولیس کے حکام کے علاوہ اپنے ریوالور پستول اور گولہ بارود قریبی تھانہ میں پولیس افسروں کے سپرد کر دیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان پر قبضہ کر کے آئندہ نوٹس تک انہیں اپنے پاس محفوظ رکھیں گے۔

سر حسن سہروردی کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع ہے کہ آپ آئندہ میعاد کے لئے کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے ہیں۔

مسلم کلاتھ ہاؤس لاہور کی دوکان کے دروازہ پر ۸ اگست کو کسی شخص نے پٹرول ڈال کر آگ لگا دی جو جلد ہی بجھا دی گئی۔ یہ وہی دوکان ہے۔ جس پر گذشتہ سال کانگرسی تحریک میں بدیشی مال کے مقاطعہ کے سلسلہ میں پکٹنگ کیا گیا تھا۔

ایگزیکٹو کونسل کا ایک اجلاس ۸ اگست کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے شملہ میں منعقد کیا۔

ریاست الور کے ریونیو کمشنر رائے بہادر نند لعل کے [illegible]